ڈاکٹر غلام مصطفیٰ (بہاول پور)

وہ عبداللہؒ بھی تھے اور اہل اللہ بھی

یہ الفاظ اس شخصیت کے بارے میں کسی دانشور نے کہے ہیں جن کو دنیا حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔

خان پور شہر سے چھ کلومیٹر کے فاصلے پر ''بستی درخواست'' واقع ہے۔ یہاں میاں محمود الدینؒ کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا' نام محمد عبداللہ رکھا گیا جو از روئے حدیث بہترین نام ہے اور اس نام کے اثرات آپ پر تا زندگی نمایاں رہے۔ آپ کے والد گرامی ایک عابد و زاہد شخص اور حضرت اقدس خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری رحمہ اللہ کے خادم خاص تھے۔ حضرت نے بچپن میں اپنے والد گرامی سے بستی درخواست میں قرآن کریم حفظ کیا پھر دین پور میں حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوریؒ کے زیر سرپرستی مدرسہ صدیقیہ راشدیہ میں درس نظامی کی تکمیل کی۔ بقول مولانا سیف الرحمٰن صاحب (مکہ معظمہ) حضرتؒ نے کچھ کتابیں قصبہ مہند شریف چنی گوٹھ کے مدرسہ عربیہ ظریضیہ میں بھی پڑھیں تھیں۔ درس نظامی سے فراغت ہوئی تو حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دستار عطا فرماتے ہوئے قرآن وسنت کی تعلیم میں مشغولیت کی ہدایت فرمائی۔

حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ ایک مستعد، محنتی اور جفاکش مدرس تھے۔ دورہ تفسیر کا آغاز آپ نے اپنی بستی درخواست سے ہی کر دیا تھا اور تقریباً ستر سال تک آپ یہ فریضہ مختلف اداروں میں ادا کرتے رہے۔ ایک سال آپ نے مظفر گڑھ مدرسہ احیاء العلوم میں پڑھایا۔ ۱۹۷۳ء کے سیلاب کے دوران آپ حیدر آباد تشریف لے گئے۔ سورۃ فاتحہ کی تفسیر قلات، بنگلہ دیش اور مختلف مقامات پر پڑھائی، بنگلہ دیش میں تفسیر فاتحہ کی کلاس میں دو ہزار علماء شریک تھے۔ آپ آغاز میں دورہ تفسیر حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ کے طریق پر پڑھاتے تھے۔ آپ کے خصوصی اور عمومی دروس قرآن و حدیث دوسرے ممالک میں بے شمار جگہ پر ہوئے۔ آپ کے بالواسطہ اور بلاواسطہ تلامذہ اتنی تعداد میں ہیں کہ شمار دشوار ہے۔ تعلیم کے دوران آپ اکثر طلباء کے ساتھ پیدل سفر فرماتے۔ تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ آپ نے نہایت استقامت اور ہمت کے ساتھ دعوت وتبلیغ کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ کئی مرتبہ آپ پر قاتلانہ حملے ہوئے لیکن آپ کے پایۂ استقلال میں لغزش نہیں آئی۔

بندہ کی پہلی ملاقات حضرت رحمۃ اللہ سے ۱۹۶۰ء میں بہاولنگر عیدگاہ کے مدرسہ میں ہوئی۔ والد صاحب رحمہ اللہ کا تعلق حضرت رحمہ اللہ سے بسلسلہ بیعت ۱۹۵۹ء میں ہو چکا تھا۔ سردی کا موسم تھا اور مدرسہ عیدگاہ میں ختم بخاری شریف تھا والد صاحبؒ نے بھائی ذبیح اللہ اور اس ناچیز کو حضرت کے سامنے بٹھا دیا اور دعا کے لیے گزارش کی۔ حضرت نے ڈھیروں

دعاؤں سے نوازا ۔ جب میرا بہاولپور میں ایم ۔بی ۔بی۔ایس میں داخلہ ہوا تو متعدد بار جمعیت طلباء اسلام کے پروگراموں میں حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا۔۱۹۸۰ء میں حضرت مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ کا وصال ہوا تو اس وقت بندہ بہاولپور میں تعینات ہو چکا تھا۔والدصاحب کی معیت میں خان پور حاضری ہوئی اور بہاولپور میں چند روزہ قیام بسلسلہ علاج گزارش کی جو حضرت نے قبول فرمائی اور اس کے بعد اکثر حضرت کا قیام ہمارے غریب خانے پر ہوتا اور حضرت والدصاحب کے بارے میں فرماتے کہ ان کی وجہ سے آتا ہوں۔کیونکہ یہ حضرت مفتی کفایت اللہ ؒ (مفتیٔ اعظم ہندوستان) کے شاگرد ہیں۔اسی وجہ سے ہمیں حضرت کی قربت نصیب ہوئی۔حضرت درخواستیؒ کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص ملکہ خطابت عطا فرمایا تھا۔آپ لاکھوں کے مجمع پر بھی چھا جانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ان کا درس قرآن وحدیث مبارکہ کئی کئی گھنٹے جاری رہتا۔اکثر حضرت کا وعظ عشاء کی نماز کے بعد شروع ہوتا اور فجر کی اذان تک جاری رہتا اور حاضرین کے انہاک میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔جب مولانا دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرتے تو مجمع میں شاید ہی کوئی شخص ہوتا جس کی آنکھیں پرنم نہ ہوتی ہوں۔حضرت نے اپنی زندگی میں ہزاروں اجتماعات سے خطاب کیا لیکن کسی جگہ بھی ایسی تقریر نہیں کی جو فرقہ واریت کے زمرے میں آتی ہو۔وہ فرقہ واریت کے سخت خلاف تھے اور اتحاد بین المسلمین کے لئے جدوجہد فرماتے آپ کل پاکستان جمعیت العلمائے اسلام کے تیس سال متفقہ امیر رہے۔کئی جلسوں میں حضرت کی صرف دعا ہوتی تھی جو کئی گھنٹوں تک محیط ہوتی تھی جب تک آپ کی دعا نہ ہوتو اس وقت تک مجمع میں سے کوئی شخص نہیں ہلتا تھا۔

۱۹۵۴ء کے جلسہ ختم بخاری شریف خیرالمدارس ملتان میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نوراللہ مرقدہ نے آپ کا تعارف حافظ الحدیث کے حوالے سے کرایا۔یہ حقیقت ہے کہ حضرت حدیث شریف کے معاملے میں اتھارٹی کی حیثیت رکھتے تھے۔آپ کی نصائح ہمیشہ سادہ الفاظ میں ہوتی تھیں اکثر بیانات میں فرماتے تھے ذکر اللہ کی طرف توجہ دو، نیک لوگوں کی سنگت اختیار کرو، بروں کی صحبت سے بچو اور اللہ کا خوف دل میں پیدا کرو،شان والے نبی ﷺ کی ذات اقدس پر درود بھیجو اور شان والے نبی ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی سے بچو۔قیامت کے دن شان والے نبی ﷺ کے وسیلے سے ہی شفاعت ہوگی ۔اور پھر جوش میں آ کر فرماتے کسی کو قومی اسمبلی کی ممبری پر ناز ہے،کسی کو وزارت اور گورنری پر ناز ہے،کسی کو جاگیر اور محلات پر ناز ہے،علمائے دیوبند اور جمعیت العلمائے اسلام کو اللہ،اس کی کتاب اور حدیث رسول ﷺ پر ناز ہے۔

ملکی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے'دینی اقدار کا مذاق اڑایا جا رہا ہے ،رمضان المبارک کی بے حرمتی ہو رہی ہے، ناچ گانا عام ہے،سینما آباد ہیں،لوگوں کو بے حیا بنایا جا رہا ہے، نبی ﷺ کے یاروں صحابہ کرام ؓ کی توہین ہو رہی ہے لیکن اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتا۔اس زندگی سے موت بہتر ہے اس حالت میں جینے کوئی مزہ نہیں۔

اکثر فرماتے: میں سیاسی آدمی نہیں ہوں اور ملک کی انتظامیہ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں مجھے فرنگی کی سیاست نہیں آتی اور قرآن وحدیث کی سیاست کو میں چھوڑ نہیں سکتا۔میری سیاست قرآن وسنت ہے۔ہمیں ملک کا غدار کہا جا رہا ہے ہم

غدار نہیں ملک کے وفادار ہیں میں تو خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر دعائیں کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرما اسے ہندوؤں اور سکھوں کے شر سے محفوظ فرما۔ میرے اندر کوئی کمال نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے جو جوہر قرآن کریم کا سینے میں رکھ دیا ہے میری کوشش ہے یہ جوہر مرتے دم تک ساتھ رہے اور مرنے کے بعد قبر میں بھی ساتھ رہے۔ میں تمہیں قرآن سناتا رہوں گا، حدیث مصطفیٰ ﷺ سناتا رہوں گا، چاہے تم مجھے گالیاں دو، پتھر مارو۔ میں گالیاں پتھر برداشت کرلوں گا۔ مگر قرآن سنانے اور قرآن وحدیث کی دعوت سے باز نہیں آؤں گا۔ ایک وقت آئے گا کہ باطل ٹکڑے ٹکڑے ہوگا تمام فرنگیوں کے نظام پست ہونگے اللہ تعالیٰ محمدی نظام کو یقیناً بلند کریں گے۔

آپ اکثر اپنے بیان میں فرماتے تھے......

''مزہ تو اللہ کا نام لینے میں ہے سب درد دل سے کہو اللہ......اللہ......اللہ!''

کنزالعمال میں روایت ہے کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو سب چیزیں دہشت میں ہوتی ہیں مگر جن وانس دہشت زدہ نہیں ہوتے۔

میرا عقیدہ ہے کہ بادشاہوں کے تاج وتخت ایک طرف اور مدینہ منورہ کے کتوں کے پاؤں کی غبار ایک طرف۔ دینی مدارس محمدی باغ ہیں اور مساجد بہشتی باغ ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ جوان کو آباد کررہے ہیں۔ بدنصیب ہیں وہ جوان کو اجاڑنے یا اجاڑنے کے منصوبے بنارہے ہیں۔ ان باغات کو مٹانے والے مٹ جائیں گے مگر یہ قائم ودائم رہیں گے۔ ان شاء اللہ

درس تفسیر وحدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انہماک دیدنی ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیرت انگیز حوصلہ عطا فرمایا تھا۔ جب آپ بیان فرماتے ایسے لگتا جیسے ایک علم کا دریا موجزن ہے۔ درس کے دوران آپ ادب کا بہت لحاظ کرتے تھے۔ خوشبوں سے معطر صاف لباس تن کرکے درس میں بیٹھتے۔ چار پانچ گھنٹے کے درس میں ایک پہلو پر درس قرآن وحدیث میں مصرف رہتے۔ دوران درس ادھر ادھر دیکھنے سے بھی گریز فرماتے۔ آپ کو بار بار پہلو بدلنے کی عادت نہیں تھی۔ اکثر فرمایا کرتے تھے **الدین کلہ ادب**...... بے ادب محروم شد از فضل رب

دینی وسیاسی تحریکات

حضرت درخواستیؒ نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کی قیادت میں چلنے والی تحریکوں میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے ساتھ نمایاں حصہ لے کر سیاست کی پرخار وادی میں قدم رکھا پھر قیام پاکستان کے بعد کل پاکستان جمعیت العلمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ برصغیر کو فرنگی کے تسلط ولادینیت سے بچانے کے لئے پاک وہند کے علماء کرام نے ایثار وقربانی کا جو اعزاز حاصل کیا کوئی اور طبقہ اس بارے میں برابری کا دعویٰ نہیں کرسکتا اس تسلسل کو باقی رکھنے کے لیے قیام پاکستان کے بعد حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزارویؒ، حضرت

مولانا مفتی محمودؒ اور جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ عوام کی رہبری کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

لوگ کہتے ہیں حضرت بہت سادہ لوح ہیں آپ کو سیاسیت کی اتنی خبر نہیں میرے خیال میں ان کی یہ سوچ صحیح نہیں تھی۔ سیاستدان وہ نہیں جو کیچڑ دیکھ کر بارش کی خبر دے۔ سیاستدان وہ ہے جو ہوا اور ماحول کو دیکھ کر بارش کی خبر دے۔ اہل حق نوائے وقت نہیں بنتے بلکہ وقت ان کی نوا بنتا ہے۔

علمائے حق کی سیاست میں اخلاص اور پیغمبرانہ فراست کا نور ہوتا ہے۔ حضرت اکثر فرمایا کرتے تھے کہ علمائے ربانی کی سیاست فراست سے ہوتی ہے اور وہ اللہ کے نور بصیرت سے دیکھتے ہیں۔ انہوں نے اہل زمانہ کی موافقت ومخالفت سے بے نیاز ہوکر حق کا عل بلند کیے رکھا۔ ایوب خان کا الیکشن ہو، مشرقی پاکستان کا سانحہ ہو، ذوالفقار علی بھٹو کا دور حکومت ہو، ضیاء الحق کا مارشل لاء ہو ان سب تحریکات میں علمائے ربانی کی فراست اور بصیرت آپ کو نظر آئے گی۔

ایم آر ڈی کی تشکیل ہوئی آپ اس میں شامل ہونے کے شدید مخالف تھے۔ شرکت کا نتیجہ بھی سامنے ہے۔ یحیٰ خان دور میں جب ۱۹۷۰ء کے انتخابات ہوئے تو جمعیت العلمائے اسلام نے حضرت درخواستی کی قیادت میں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کی اکثر نشستوں پر حصہ لیا اور ووٹوں کے تناسب کے اعتبار سے جمعیت علمائے اسلام ملک کی دوسری بڑی پارٹی بن کر ابھری۔ مولانا مفتی محمودؒ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ کے منصب پر فائز ہوئے۔ بھٹو دور میں جب قومی اتحاد بنا جمعیت اس میں سب سے بڑی پارٹی کی حیثیت سے شامل تھی۔ تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں مولانا درخواستیؒ کی خدمات کا ایک طویل باب ہے۔ قادیانیت کے خلاف جہاد علمائے حق کا خاص اعزاز رہا ہے۔ طالب علمی کے زمانے سے آپ نے قادیانت کے خلاف جدوجہد کا آغاز کیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں صف اوّل کے سپاہی کا کردار ادا کیا۔ بلوچستان کو قادیانیوں کے چنگل سے نجات دلانے میں حضرت کا بہت بڑا کردار تھا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ کی جماعت نے مجلس عمل کی سب سے بڑی پارٹی کی حیثیت سے آپ کی قیادت میں نمایاں کردار ادا کیا کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے بعض اہم اجلاسوں کی آپ نے صدارت بھی فرمائی آپ سینکڑوں مدارس عربیہ کے سرپرست تھے۔ عجز وانکساری آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ تواضع ان کی فطرت تھی، اپنی زندگی میں آخر دم تک بے لطف اور سادہ تھے۔

حضرت درخواستیؒ مستجاب الدعوات شخصیت تھے اس سلسلہ میں سینکڑوں واقعات ہیں جن کے لیئے ایک مستقل باب چاہیئے۔ آپ طریقت اور سلوک میں مقام رفیع کے مالک تھے۔ آپ کا آستانہ معرفت وروحانیت کا ایک ایسا چشمہ تھا کہ ہزاروں تشنہ کام آتے اور سیراب ہوکر جاتے ان کی زندگی اتباع سنت کا ایک زندہ درس تھی۔

۱۹۸۰ء میں حضرت مفتی محمود کا جب انتقال ہوا اس سانحہ نے حضرت کو بہت نڈھال اور غم ناک کر دیا جس نے ان کی صحت پر برا اثر ڈالا آپ گزشتہ پندرہ سال سے ذیابیطس اور دل کے مریض چلے آرہے تھے اور اسی سلسلہ میں حضرت

اکثر ہمارے غریب خانے کو رونق افروز فرماتے اور ان ایام میں ایسے لگتا جیسے بہار آ گئی ہے۔حضرت مفتی صاحبؒ کا وصال اہل حق کے قافلے کے لئے بہت پریشان کن تھا اپنے پرائے دوست نما دشمن حکمرانوں کے ہتھے چڑھ گئے اور اہل حق کے قافلہ کو تقسیم کرادیا۔ ہزاروں علماء اس گھمبیر اور پریشان کن صورتحال پر روحانی دکھ کے چشم دید گواہ ہیں وہ اس اختلاف کے خاتمہ کے لئے دل وجان سے کوشاں رہے۔مولانا مفتی محمودؒ جن حالات میں اٹھے تھے نہ ان کا کوئی ثانی تھا نہ ہمسر اور اہل حق کا کڑا امتحان تھا جس میں کچھ لوگ سرخرو ہوئے اور کچھ لوگ حالات کے دھارے میں بہہ گئے اس وقت صرف حضرت درخواستیؒ ایک روحانیت کا ماہتاب باقی تھا جو اپنی شفقت کی ٹھنڈی چاندنی بکھیر رہا تھا اور مفتی محمود کے جنازہ پر ملتان کی فضاؤں میں یہ اعلان کررہے تھے۔

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

حضرت درخواستی کو ہمیشہ ایک فکر دامن گیر رہی کہ مسلک اہل حق دیوبند ایک ہو جائیں جس کے لئے انہوں نے کئی دفعہ ہم مسلک علمائے کرام کو مخزن العلوم خان پور میں اکٹھا کیا۔اس کے بعد ایک اجتماع مرکز علمائے حقہ دار بنی ہاشم ملتان میں بھی منعقد کیا۔

راقم کی آخری ملاقات حضرت کی وفات سے دو ہفتہ قبل جناب عامر ربنواز صاحب کی معیت میں خان پور آپ کے دولت کدہ پر ہوئی عمرہ پر جانے سے پہلے میں نے پروگرام بنایا حضرت کی طبیعت بھی دیکھ لوں اور دعاؤں کے ساتھ اجازت بھی لوں اس وقت حضرتؒ کی طبیعت ہشاش بشاش تھی۔دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا اور اپنا رومال بندھایا۔راقم نے ماتھا چوما اور دوسرے دن عمرہ پر والدہ محترمہ کی معیت میں روانگی ہوئی۔

عمرہ کی ادائیگی کر کے مدینہ طیبہ حاضری دینے کے بعد جب واپس مکہ معظّمہ پہنچے حرم پاک کے باہر احرام کی حالت میں کھڑے تھے کہ قاری خلیق اللہ صاحب نے حضرت کے وصال کی روح فرسا خبر سنائی حضرت رحمۃ اللہ کے وصال کے دو گھنٹہ بعد ہم نے عمرہ مکمل کر کے حضرت رحمۃ اللہ کے ایصال ثواب کے لئے طواف بیت اللہ شریف شروع کر دیا۔اگلے دن ہم نے تدفین سے پہلے ایک ایک عمرہ کا ثواب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا۔آخری دیدار کی حسرت ساری زندگی رہے گی اور انشاء اللہ قیامت میں ملاقات اور رفاقت نصیب ہوگی۔اللہ تعالیٰ حضرت رحمہ اللہ کی دینی تبلیغی مجاہدانہ خدمات کو قبول فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات سے نوازیں ان کی جسمانی روحانی اولاد کو ان کی تعلیمات ومعمولات کو زندہ رکھنے اور آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائیں۔(آمین)

بہاولپور واپسی پر حضرت رحمہ اللہ کے مرقد پر حاضری ہوئی پھر اسی چٹائی والے کمرے میں تعزیت کے لیے زبان سے نکلا......**انا للہ و انا الیہ راجعون**

ایک محفل تھی فرشتوں کی جو برخواست ہوئی تم کیا گئے کہ رونق ہی چلی گئی
زمزموں سے جس کے لذت گیراب تک گوش ہے کیا وہ آواز اب ہمیشہ کے لئے خاموش ہے
چھپ گیا آفتاب شام ہوئی اک مسافر کی روح تمام ہوئی

دین کی اشاعت اور تبلیغ کا سلسلہ تا قیامت جاری وساری رہنا ہے۔اپنے اپنے وقت کے ساتھ ساتھ اکابر آتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور چلے جائیں گے۔مایوسی وناامیدی گناہ اور غالباً حضرت رحمہ اللہ انہی موقعوں کے لئے فرمایا کرتے تھے......

نا امیدی مباش کہ رندان بادہ نوش
کہ بیک فروش بمنزل گہے رسیدہ ام
ہم روح سفر ہیں ہمیں شکلوں سے مت پہچان
کل کسی اور روپ میں آجائینگے ہم لوگ

آپ کا وصال ۲۸/اگست ۱۹۹۴ء صبح چھ بجے ہوا۔۲۹/اگست ۱۹۹۴ء بروز سوموار مخزن العلوم سے جنازہ اٹھایا گیا۔ایک کہرام بپا ہوگیا پورا مجمع گریاں تھا آٹھ بجے نارمل سکول کے گراؤنڈ میں آپ کے فرزند حضرت مولانا فضل الرحمٰن درخواستی مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔آپ کے بڑے فرزند حضرت مولانا فدا الرحمٰن صاحب درخواستی بھی عمرہ کے لیے سعودی عرب تھے، وہ بھی تدفین کے موقع پر پہنچ گئے۔حضرت درخواستی رحمہ اللہ کا سفر آخرت خان پور کی تاریخ کا انوکھا اجتماع تھا جو حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بقول ہماری پہچان ہمارے جنازے اور سفر آخرت کرائیں گے۔جب پورا پاکستان اُمڈ آیا اللہ والوں کا جم غفیر تھا۔اپنے پرائے سب اشک بار تھے اور **واعتصمو بحبل الله جميعاً ولا تفرقو** کا نقشہ پیش کررہے تھے۔

حضرت رحمہ اللہ کے وصال کو گیارہ سال ہورہے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت رحمہ اللہ کی جسمانی وروحانی اولاد کو اپنے اپنے مشن میں لگے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔جیسا کہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے آٹھوں فرزند اپنی اپنی جگہ پر اپنے والد محترم کے مشن کو آگے بڑھارہے ہیں۔آپ رحمہ اللہ کے جانشین حضرت مولانا فداالرحمٰن صاحب درخواستی اپنے والد کے صحیح جانشین و وارث ہیں۔ان کے علاوہ حضرت مولانا مطیع الرحمٰن صاحب درخواستی،حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب درخواستی جن کو حضرت رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں مدرسہ مخزن العلوم عیدگاہ کا مہتمم مقرر کردیا تھا۔مولانا جمیل الرحمٰن صاحب حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب حضرت مولانا عطا الرحمٰن صاحب مولانا عبدالرحمٰن صاحب اور حافظ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب اپنے شیخ محترم کے مشن کی تکمیل کے لئے دن رات کوشاں ہیں اور حضرت رحمہ اللہ کے لگائے ہوئے گلشن مدرسہ مخزن العلوم خانپور مدرسہ انوارالقرآن کراچی اور ہزاروں مدارس ومساجد کو اللہ تعالیٰ قیامت تک قائم ودائم رکھے۔آمین

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے